© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

ٹیلی فون پر دوستی اور ریڈیو پروگرام میں گفتگو

سوال : ایک مسئلے میں بہت پریشان ہوں۔ میری سہیلی ایک لڑکے سے فون پر بات کرتی ہے اور اس لڑکے کا موقف ہے کہ اگر ایک لڑکا اور لڑکی بغیر کسی بے ہودگی کے صرف اور صرف اچھے دوست کی حیثیت سے اسلام، سیاست اور دیگر معاشی موضوعات پر بات کرتے ہیں اور دوستی رکھتے ہیں تو وہ صحیح ہے۔ اس کے علاوہ اس کا (لڑکے کا) موقف یہ بھی ہے کہ شادی سے پہلے حضرت خدیجہؓ اور نبی کریمؐ کی بھی آپس میں بات چیت ہوتی تھی۔ چونکہ ہماری دوستی پاکیزہ ہے اس لیے صحیح ہے۔ لڑکی اور لڑکے کے گھر والے اس دوستی سے بالکل ناواقف ہیں۔ ان دونوں کی کبھی ملاقات نہیں ہوئی البتہ لڑکا میری سہیلی سے شادی کا بھی خواہش مند ہے۔ لیکن وہ رشتہ دینے سے پہلے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے--- اور اس بات کی کوئی یقین دہانی بھی نہیں ہے کہ وہ شادی کرے گا بھی یا نہیں---؟ اس سلسلے میں آپ میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میں اپنی دوست کو صحیح راہ پر ٹھوس دلائل کے ساتھ قائل کر سکوں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آج کل ریڈیو پر ایک سلسلہ فون پر گفتگو کرنے کا ہے جس میں آواز پورے پاکستان میں سنی جاتی ہے۔ اگر پروگرام پیش کرنے والا مرد ہو اور بات کرنے والی خاتون ہو--- اور اگر پروگرام پیش کرنے والی بھی خاتون ہو تو ایک لڑکی کا یوں فون کر کے بات کرنا یا کسی موضوع پر بحث کرنا کس حد تک مناسب ہے؟ کیا یہ سلسلہ درست ہے؟

جواب : آپ کے سوال کا تعلق اسلام کے معاشرتی اخلاق سے ہے۔ اسلام کے دین کامل اور مکمل نظام حیات ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ نہ صرف عبادات، اور حقوق اللہ بلکہ معاشرتی معاملات میں بھی جامع اور واضح ہدایات فراہم کرے۔ ایک اجنبی مرد اور عورت کے درمیان گفتگو کے حدود و آداب کیا ہوں؟ یہ بھی اسلام کا ایک اہم اور تفصیل طلب موضوع ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً آپ نے جو مفروضہ قائم کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ اگر نیک نیتی اور بغیر کسی شیطانی وسوسے کے "اچھے دوست" کی حیثیت سے ایک مسلمان مرد اور عورت فون پر یا یونی ورسٹی یا کالج میں یا بازار یا کسی مطعم (cafeteria/resturant) میں تیسری عالمی جنگ کے واقع ہونے یا نہ ہونے، انسانی اعضا کی پیوندکاری، اقبال کے تصور خودی، یا ذبیحہ کے حرام و حلال ہونے پر ایک دو گھنٹے تک گفتگو کرتے رہیں، تو جب تک نیت میں فتور نہ آجائے، یہ ایک "معصوم" اور بے ضرر "دوستانہ" سرگرمی ہے۔ ہاں، جس لمحے دونوں میں سے کسی کے دل میں دوسرے کے لیے دل چسپی یا محبت کا جذبہ پیدا ہو، گفتگو حرام، مکروہ اور مردود کے دائرے میں داخل ہو جائے گی، اس لیے فوراً منقطع کر دی جائے۔ اس مفروضے کی دلیل بھی ایک دل چسپ مفروضے پر قائم کی گئی ہے اور یہ تصور کیا گیا ہے کہ عقد نکاح سے قبل جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ خدیجہؓ کے نمایندہ کی حیثیت سے ان کے مال کو تجارتی قافلوں میں لے کر جاتے تھے تو آپؐ سیدہ خدیجہؓ سے لمبی چوڑی گفتگو بھی کرتے تھے۔ سب سے پہلے یہ بات سمجھ لیجیے کہ انبیاے کرام نبوت ملنے سے قبل بھی عادل اور صالح ہوتے ہیں اور اپنے معاملات میں حیا اور اخلاقی حدود کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ اگر کسی مقام پر دو جملوں سے مدعا پورا ہو جائے تو وہاں ایک طول طویل خطبہ نہیں دیتے۔ اسی بنا پر اگر آپ حضور نبی کریمؐ کے خطبات کا مطالعہ کریں تو یہ اہم بات نظر آئے گی کہ وہ انتہائی مختصر، جامع، بلیغ اور موثر ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپؐ سیدہ خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر جاتے تھے تو تجارتی مال کے حوالے سے آپؐ نے جو بات بھی فرمائی ہو گی وہ صرف ضرورت کی حد تک ہی ہو گی اور آپؐ کی اسی دیانت اور کفایت سے متاثر ہو کر آپؐ کو نکاح کا پیغام دیا گیا۔

اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ معاملات کی تقسیم ضروریات، حاجات اور تحسینات میں کی جائے۔ چنانچہ جس حد تک گفتگو کرنا ضروری ہو، مثلاً آپ کو سفر میں کسی سے راستہ پوچھنا ہے، ہسپتال یا مسجد یا ڈاک خانے کا پتا دریافت کرنا ہے، ایک دکان دار سے کپڑے کی قیمت معلوم کرنی ہے، ایک ڈاکٹر کو اپنے گلے میں خرابی، بخار اور جسم میں درد کی کیفیت سے آگاہ کرنا ہے، تو ان تمام معاملات کو ہم صرف ایک اصطلاح یعنی "ضرورت" سے تعبیر کرتے ہیں۔ ضرورت کی حد تک بات کرنے کی اجازت خود قرآن کریم نے واضح طور پر دی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ (احزاب ۳۳:۵۳) "نبی کی بیویوں سے اگر تمھیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمھارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے"۔

اس آیت مبارکہ نے اہل ایمان کو نہ صرف امہات المومنینؓ سے سوال کرنے یا کوئی چیز مانگنے کے لیے اسلامی طریقہ سکھایا بلکہ قیامت تک کے لیے عام مسلمانوں کے ایک معاشرتی مسئلے کا حل بھی تجویز کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیا۔ گویا ضرورت کی حد تک سوال کرنا، کوئی بات دریافت کرنا، کسی چیز کا مانگنا جائز قرار دیا گیا۔ یہی سبب ہے کہ سیدہ عائشہؓ اپنے حجرے میں پردے کے پیچھے سے بیٹھ کر صحابہ کرامؓ کو قرآن، حدیث و فقہ کی تعلیم دیتی تھیں جس کے نتیجے میں مدینہ منورہ کے معروف فقہائے سبعہ آپؓ سے تربیت پا کر مسند علم پر فائز ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ عمل فرض کی تعریف میں آتا ہے کیونکہ قرآن نے حلال و حرام کے علم کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض کیا ہے۔

ایک نوجوان لڑکی اور لڑکے یا ایک دفتر میں کام کرنے والے افسر کا کسی دفتر کی خاتون کے ساتھ نوک جھونک کرتے ہوئے چائے کی ایک پیالی پر آدھے گھنٹے تک حالات حاضرہ پر تبصرہ کرنا، یا ۴۵ منٹ تک فون پر کرکٹ میچ پر تبصرہ کرنا، اسلامی نقطۂ نظر سے "ضرورت" کی تعریف میں نہیں آتا۔ اسی طرح کوئی "بے ہودہ بات" کیے بغیر محض "اچھے دوست" کی حیثیت سے بات کرنا بھی کسی "ضرورت" میں نہیں آتا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ اسلام نے عائلی زندگی کے لیے نکاح کو شرط قرار دیا ہے لیکن ایک مرد اور عورت نکاح کے بغیر "اچھے دوست" کی حیثیت سے اور کسی غیر اخلاقی حرکت کا ارتکاب کیے بغیر ایک گھر میں ساتھ رہیں تو کیا یہ عمل اخلاقی حیثیت سے درست اور اسلامی طور پر مباح ہو جائے گا؟ ہاں، ایک طالب علم یا طالبہ کو اگر ایک معلم یا معلمہ سے سیاسی، معاشی اور دیگر درسی علوم پر تبادلہ خیالات کرنا ہے تو وہ اس کی علمی ضرورت ہے، اور صرف اس حد تک جائز ہو گا جتنا ضروری قرار دیا جا سکے۔ برقیاتی خط و کتابت کے اس دور میں کمپیوٹر پر گپ شپ (chat) پر بھی یہ اصول نافذ ہو گا اور بلا ضرورت اس قسم کی حرکت جائز نہیں ہو جائے گی۔

اسلام میں دوستی کی بنیاد صرف "معروف" پر ہے "منکر" پر نہیں۔ "معروف" کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اسے خوش کرنے والی ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے رشتوں اور تعلقات کی بنیاد کو خود محترم قرار دیتے ہوئے محرم اور غیر محرم کا تعین فرما دیا ہو اور کھانے پینے اور بات چیت اور سوشلائزیشن کے لیے حدود کا تعین کر دیا ہو، تو اللہ تعالیٰ کو اسی وقت خوش کیا جا سکتا ہے جب اس کی حدود کا پورا خیال رکھا جائے۔

دوسرا مسئلہ جس کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے یعنی نسوانی آواز کا ستر عورۃ ہونا یا نہ ہونا، اس پر فقہائے امت میں ایک سے زائد آرا پائی جاتی ہیں۔ جس آیت کا اوپر حوالہ دیا گیا وہ خود یہ واضح کر دیتی ہے کہ آواز میں لچک پیدا کیے بغیر کسی بات کا جواب دینا جائز ہے۔ اگر آواز کا بھی پردہ ہوتا تو قرآن کریم اس بات کی اجازت نہ دیتا اور سیدہ عائشہؓ جو بعد کے فقہائے امت سے زیادہ قرآن کے مطالب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو سمجھتی تھیں اور جن کا حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے علاوہ دیگر صحابہ سے

© rasailojaraid.com